اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلم معاشرہ میں غیر اسلامی دعوت کی ممانعت

ان الدین عنداللہ الاسلام

اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ جس کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوا اور اس کی تکمیل خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوئی۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

اس دوران جتنے بھی انبیاء اور رسل آئے انہوں نے دین اسلام ہی کی تبلیغ کی۔ چونکہ یہ انبیاء اور رسل مختلف قوموں کی طرف مخصوص تھے ان کی دعوت صرف ان قوموں تک محدود تھی۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اگر نمرود اور اس کی رعایا کی طرف مبعوث تھے۔ اسی وقت میں لوط علیہ السلام بھی فلسطین میں دعوت دے رہے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام باپ بیٹا ایک وقت میں مختلف مقامات پر یہ فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام ایک ہی وقت میں بنی اسرائیل کے لیے مبعوث ہوئے اور وقت کے فرعون سے نبرد آزما ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر ہوئے۔ ان کی دعوت محدود علاقوں اور قوم کے لیے تھی اور یہ کوئی عالمگیر دعوت نہ تھی اور نہ ہی ان انبیاء اور رسولوں نے اپنے ماننے والوں کو اس کی اجازت دی کہ وہ یہ دعوت دوسروں کو پہنچائیں۔

عالمگیر دعوت ہونے کا اعزاز صرف اور صرف خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین

اسلام کو حاصل ہے۔اس ضمن میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری تحریر فرماتے ہیں کہ ''تبلیغ خصوصیات اسلام میں سے ہے۔اسلام کے سوا جس قدر مذاہب عالم ہیں' وہ تبلیغ کا وجود اور ہیئت پیش کرنے سے عاجز ہیں۔''

آپ مزید رقم طراز ہیں کہ ''تبلیغ کے دو اصول ہیں۔کسی ایک مذہب کا یہ دعویٰ کہ اس کا مذہب تبلیغی ہے۔دو امور ثابت کرنے پر منحصر ہے۔اول خود اس مذہب کے پاک نوشتوں میں تبلیغ کا حکم موجود ہو۔دوم خود اس مذہب کے ہادی اور داعی نے اس حکم کی تعمیل کر کے دکھلائی ہو۔'' (خطبات سلیمان۔ص:۵۷)

حقیقت یہ ہے کہ دیگر تمام مذاہب یا ادیان اپنے خاص وقت اور علاقے کے ساتھ مخصوص تھے۔ البتہ ان کی تجدید دیگر انبیاء کرام آ کر کرتے رہے۔لیکن ان کا دائرہ عمل بھی محدود رہا۔ان کے بعد وہ ادیان اپنی اصلی حالت میں بھی نہ رہے' بلکہ ان کی کتب میں تحریفیں ہو گئیں' تعلیمات میں من پسند تبدیلیاں کر لی گئیں اور ان کے ماننے والوں نے اپنی مرضی سے اس میں ترمیم و اضافہ کر لیا۔نتیجہ یہ دین اپنی حقیقی حالت میں نہ رہے اور نہ ہی وہ رب تعالیٰ کی منشاء کے مطابق تھے۔تحریف شدہ ادیان یا مذاہب کی دعوت بجائے خود گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین حق دے کر مبعوث فرمایا اور رشد و ہدایت کے لیے قرآن حکیم جیسی مقدس کتاب اتاری۔جس میں تحریف اور تبدیلی ناممکن قرار دے دی گئی۔کیونکہ اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی۔فرمایا:

﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون﴾

چونکہ یہ آخری دین ہے' جو قیامت تک باقی رہے گا۔لہٰذا اس کی تمام تعلیمات' احکامات' ہدایات اسی طرح محفوظ و مامون رہیں گی اور اس میں تبدیلی یا تحریف ناممکن ہوگی اور یہ حق ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وامنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم﴾ (سورۃ محمد:۲)

دین اسلام ہی نجات اور کامیابی کا راستہ ہے۔جس کی بنیاد پر اخروی فلاح حاصل ہو سکے گی۔ اس کے علاوہ اور کوئی مذہب اور راستہ ایسا نہیں ہے جس کی بنیاد پر انسان آخرت کو نجات پا سکے گا اور یہی ہمارا

ایمان ہے۔ایسی صورت میں کیونکر کسی غیر مسلم کو یہ اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ مسلمان معاشرے میں آ کر اپنے باطل نظریات وافکار اور مذہب کی تبلیغ کر سکے۔ کیونکہ ان کی دعوت کامیابی اور فلاح کا راستہ نہیں ہے۔

اس لیے یہ ضروری ہے کہ مسلم سوسائٹی کو غیر مسلم مبلغین کی گمراہ کن دعوت سے محفوظ رکھا جائے۔ یہ غیر مسلم خواہ کوئی بھی ہوں۔ عیسائی' یہودی' ہندو' بدھ مت' قادیانی' پرویزی' آغاخانی' پارسی ان سب کو اپنی عبادت گاہوں میں تو رسومات ادا کرنے اور اپنے حلقہ اثر کو خطاب کرنے کی اجازت ہے' مگر مسلم سوسائٹی کو گمراہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کی دعوت منی برحق نہیں ہے۔

جیسا کہ حکومت جعلی ادویات فروخت کرنے' اس کی پبلسٹی کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتی' اس لیے کہ یہ انسانیت کی ہلاکت کا باعث بنتی ہیں اور جان بوجھ کر اور یہ جانتے ہوئے کوئی جعلی ادویات فروخت کرنے کی اجازت دے تو یہ انتہائی سنگین جرم ہے۔ بعینہٖ دین اسلام کی موجودگی میں کسی اور دین یا مذہب کے پرچار کرنے' اس کی دعوت دینے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کے علاوہ کسی اور کو قبول نہیں کریں گے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه۔ ایسی صورت میں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی مسلم سوسائٹی کو اس طرح کی آلودگی سے پاک کریں اور ان تمام پر پابندی عائد کریں جو مسلمانوں کو راہ راست سے بھٹکانے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔

دین خیر خواہی کا نام ہے۔ بہترین خیر خواہی یہی ہے کہ ہم مسلم معاشرے کو جہنم کی آگ سے بچائیں اور دین اسلام کے علاوہ باقی تمام مذاہب گمراہی ہے۔ اور کل ضلالة فی النار اور پھر گمراہی جہنم کا ایندھن ہے۔ حکومت کا بھی فرض ہے کہ ایسی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور ان تمام عناصر کو عبرت کا نشان بنائیں جو مسلم معاشرے میں اپنے باطل نظریات کی دعوت دیتے ہیں اور عوام کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں اور دین اسلام کی تعلیمات کا علم حاصل کریں تا کہ وہ دنیا میں گمراہی سے بچ کر آخرت میں کامیابی کے حقدار ٹھہریں۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

دینی مدارس سے نفرت اور پیپلز پارٹی

پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین مسٹر آصف علی زرداری نے یونان میں سوشلسٹ انٹرنیشنل کانگریس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مدارس مذہبی منافرت پھیلا رہے ہیں۔ اگر مدارس نے قومی نصاب اختیار نہ کیا تو انہیں بند کر دیا جائے گا۔

مدارس کے خلاف ہرزہ سرائی اور غلط پروپیگنڈہ پیپلز پارٹی کا وطیرہ ہے۔ یہ پہلا موقع نہیں کہ پیپلز پارٹی کے کسی لیڈر نے ایسی زبان استعمال کی ہو۔ بلکہ بعض اہم مواقع پر انہوں نے ہمیشہ مدارس کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے ہوئے منفی طرز عمل اختیار کیا۔ خاص کر جامعہ حفصہ کے معاملے میں بھی پیپلز پارٹی پرویز مشرف کی حامی تھی۔ اور یہ بات نہایت معتبر ذرائع سے منظر عام پر بھی آ چکی ہے۔

مدارس کے خلاف بیان کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ یہ ایک ایسی سٹیج اور پلیٹ فارم سے دیا گیا جس کے تمام شرکاء سوشلسٹ تھے۔ اور یہ بے دین پہلے ہی مذہب کے منکر ہیں۔ اور خاص کر اسلام کے دشمن ہیں۔ اور ان کی اولین خواہش بھی یہی ہے کہ ان مدارس کو بند کیا جائے۔ کیونکہ یہی وہ چشمہ ہے جہاں سے مسلمان سیراب ہوتے ہیں۔ اور انہیں روح کی غذا میسر آتی ہے۔ اور یہی وہ ادارے ہیں جن میں زیر تعلیم طلبہ نے بے سروسامانی کے ساتھ افغانستان میں انہیں شکست سے دوچار کیا۔ اور ناکوں چنے چبوائے۔ اور روس پارہ پارہ ہو گیا۔ آج بھی وہ اپنے زخم چاٹ رہا ہے۔ دینی مدارس کے بارے میں ان کے دل میں کینہ، بغض، حسد اور کدورت بھری ہوئی ہے۔ اور وہ انتقام کی آگ میں جل رہے ہیں۔

مسٹر زرداری نے اپنے خبث باطن کا اظہار ایسے پلیٹ فارم پر اس لیے کیا تا کہ وہ اپنے آقاؤں کو خوش کر سکیں۔ اور ان کی تمناؤں اور آرزوؤں کے مطابق مدارس کو برا بھلا کہیں۔ کس قدر دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ محض دشمنان دین کی خوشنودی کے لیے من گھڑت اور بے سروپا باتیں کی جاتیں ہیں۔

ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آصف علی زرداری نے اپنی زندگی میں کبھی کسی مدرسے کا

معائنہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی انہیں دینی مدارس کے ماحول اور کلچر سے آگاہی حاصل ہے۔ چونکہ مذہبی تعلیم دینے کے لیے یہ مدارس قائم ہوتے ہیں۔ لہذا اس پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہہ دینا بے حد آسان ہے کہ مدارس مذہبی منافرت پھیلانے کا سبب ہیں۔ اور اس کا علاج بھی تجویز کیا گیا کہ ان مدارس میں قومی نصاب نافذ کیا جائے گا۔ جو نہیں کرے گا ان مدارس کو بند کر دیا جائے گا۔

پرویز مشرف کا سابقہ آٹھ سالہ دور اسی کشمکش میں گزرا ہے۔ کہ انہوں نے امریکی آشیرباد حاصل کرنے کے لیے متعدد بار یہ کوشش کی کہ کسی طرح یہ مدارس یا تو بند ہو جائیں یا وہ سرکاری نصاب قبول کریں۔ مگر ہر دفعہ حکومت کو منہ کی کھانی پڑی۔ اور اپنے ناپاک عزائم میں نامراد ٹھہری۔ جامعہ حفصہ کا سانحہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ تاکہ تمام مدارس کو خاموش پیغام دیا جا سکے۔ لیکن زمانہ جانتا ہے کہ مدارس کے ساتھ یہ معاندانہ رویہ، بغض اور کینہ حکومت کو مہنگا پڑا۔ اس کا شدید ردعمل ہوا۔ اور پورا ملک اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ جگہ جگہ خودکش بم دھماکے ہوئے۔ اور لوگ ناحق قتل ہوئے اور بڑی مشکل سے عوامی جذبات ٹھنڈے ہوئے ہیں۔ مگر اب تو مولود جمہوری حکومت کی بدبختی ہے کہ ان کے سرخیل جو کہ حالات حاضرہ سے بے خبر اور عوامی امنگوں سے بے نیاز سابقہ حکومت کی زبان الاپ رہے ہیں۔ اور اس ناکام اور بے جان پالیسی میں روح پھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ان کی اس ہرزہ سرائی اور بے وقت کی راگنی سے مدارس کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ البتہ اس گنوار لیڈر کی نادانی حکومت کو لے ڈوبے گی۔

پاکستان اس وقت بے شمار مسائل میں گرا ہوا ہے۔ مہنگائی کا عفریت منہ کھولے کھڑا ہے۔ سفید پوشوں کے منہ سے بھی نوالہ چھن چکا ہے۔ لوڈشیڈنگ کا عذاب مسلط ہے۔ لاقانونیت عروج پر ہے۔ داخلی اور خارجی مسائل میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ افغان حکومت پاکستان پر حملہ کرنے کی دھمکیاں دے رہی ہے۔ تعجب ہے کہ ان لاتعداد مسائل کے ہوتے ہوئے دینی مدارس کے ایشو کو کیوں شروع کیا گیا؟ آخر وہ کون سے ہنگامی حالات ہیں؟ جس کی وجہ سے مدارس کے مسائل کو پہلے حل کرنا از حد ضروری ہے۔ بات بالکل واضح ہے کہ زرداری نے اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لیے مدارس کو نشانہ بنایا۔ نیز اہم مسائل سے

توجہ ہٹانے کے لیے بھی یہ حربہ استعمال کیا گیا۔

جہاں تک مدارس میں مذہبی منافرت پھیلانے کا تعلق ہے۔ تو یہ بات بالکل جھوٹ اور مدارس پر الزام ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کا واضح ثبوت وفاق اور تنظیمات کا نصاب ہے۔ جو عرصہ دراز سے مدارس میں زیر تدریس ہے۔ لیکن آج تک اس نصاب کی بنیاد پر کسی جگہ کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔

لیکن ہم مسٹر زرداری پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ وہ نصاب جو ان کا پسندیدہ ہے اور اسلامیات کے نام پر او لیول کی سطح پر پورے پاکستان میں پڑھایا جا رہا ہے۔ جس کی مصنفہ فرخندہ نور محمد ہیں۔ اس نصاب میں فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کو اچھالا گیا ہے۔ اور ایسے مسائل پر بات کی گئی ہے جس کی وجہ سے نا سمجھ بچوں میں دین اسلام کے بارے میں تشویش پیدا ہوئی ہے۔ اور وہ اسلام سے متنفر ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ فرقہ واریت اور ایک دوسرے سے نفرت کا جذبہ بھی پروان چڑھتا ہے اور ان مسائل پر نہایت غیر محتاط انداز میں بحث کی گئی ہے۔ اگر مسٹر زرداری ملک سے مذہبی منافرت کو ختم کرنے میں واقعی سنجیدہ ہیں۔ تو اس کی ابتداء او لیول کے اس نصاب سے کریں۔ اور اسلامیات کی اس کتاب کو نصاب سے خارج کرائیں۔ اور اس کی جگہ کوئی غیر متنازعہ کتاب شامل کرائیں۔ ہم دیکھیں گے کہ مسٹر زرداری کے اس اقدام پر آکسفورڈ یونیورسٹی کیا ردعمل ظاہر کرتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مسٹر زرداری یہ جرأت کبھی نہ کر سکیں گے۔ اور حرف شکایت کبھی زبان پر نہ لائیں گے۔ اس لیے کہ ایسا کرنے سے ان کی نوکری خطرے میں پڑ جائے گی۔

مدارس کے بارے میں ہم بارہا یہ عرض کر چکے ہیں کہ یہ اسلامی تعلیمات کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کا نصاب مرتب کرنے والے اس کے نظم و نسق کو چلانے والے بھی انسان ہیں۔ ن سے غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ ان کی اصلاح ممکن ہے۔ بشرطیکہ دلائل کے ساتھ غلطیوں کی نشاندہی کی جائے۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ اکثر وفاق اور تنظیمات ہر سال اپنے نصاب اور نظام پر غور و فکر کرتی ہیں۔ اور حالات کے تقاضوں کے مطابق اس میں ردوبدل کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ ان تمام

تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ جو وقت ان سے کرتا ہے۔ یہ کہہ لینا بہت آسان ہے کہ ان مدارس کو بند کر دیا جائے گا۔لیکن عملی طور پر ایسا ممکن ہی نہیں۔ بلکہ ناممکن ہے۔ پہلے پرویز مشرف اوران کے حواری اپنے تمام وسائل اور تدبیریں آزما چکے ہیں۔اب مسٹر زرداری اوران کے ہمنوا بھی یہ آزمالیں۔ ناکامی اور نامرادی ان کا مقدر بنے گی۔ان شاء اللہ۔

یہ مدارس خود مختار اور آزاد فضا میں کام کرتے ہیں۔ کبھی کسی کے احسان بار نہیں ہوتے۔اور خصوصاً حکومتی امداد کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔اور کسی بھی مسلک کا معتبر ادارہ اسے قبول نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں حکومت کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ان مدارس کو ڈکٹیشن دے یا ہدایات جاری کرے۔ بہر حال ہم ان سطور کے ذریعے پیپلز پارٹی کی ناپائیدار اور خیرات میں ملی حکومت کو یہ باور کرائیں گے۔ کہ وہ ان مسائل کو حل کرنے پر توجہ دیں۔ جن کے لیے انہوں نے ووٹ لیے۔جس کی وجہ سے غریب زندگی کی آخری سانسیں لے رہا ہے۔مدارس کو ذہن سے نکالیں۔اوران کے ساتھ پنجہ آزمائی سے گریز کریں کہ اسی میں حکومت کی عافیت ہے۔

یہاں ہم مسٹر زرداری کو یہ بھی عرض کر دیں کہ پاکستان میں سرکاری اور پرائیویٹ سیکٹر میں جو سکول کام کر رہے ہیں ان کے نصاب میں جو بعد المشرقین پایا جاتا ہے۔اس پر بھی غور کیا؟ آپ کے دل میں اگر پاکستان کے بارے میں اتنا ہی درد ہے۔تو بسم اللہ کیجئے سرکاری اور پرائیویٹ سکولز کا نصاب ایک کر دیجئے ایک جیسی سہولتیں دیجئے۔ایک جیسا معیار بنائیے۔ہم اہل مدارس بھی خوش دلی سے وہی نصاب قبول کرلیں گے۔مگر بسا آرزو کہ خاک شد۔وان لم تفعلوا ولن تفعلوا کے مصداق یہ ان سے کبھی نہ ہو سکے گا۔محض مدارس کے خلاف زبان کھولنے کا کیا فائدہ۔اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے اور حربے ہیں۔ وہ آزمالیں۔اللهم اجعل كيدهم فى نحورهم۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆